

ڈاکٹر محمد ارشد اویسی
گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

نفاذِ اردو کے لیے قانون سازی

(۱۸۹۷ء-۱۹۹۷ء)

The concept of a modern, democratic, independent and sovereign country is incomplete without legislature. The legislative bodies are considered important pillars of modern state system. The representative institutions of the people also protect the interests of the masses. From 1897 to 1997, the members of different Councils/Assemblies of Punjab presented bills, raised question and points of orders, moved resolutions and staged walks out for the elevation of the Urdu language and its enforcement as an official language of Pakistan. (Through) this article it is attempted to examine the 9 Bills for the enforcement of Urdu which is considered a landmark step in the history of Pakistan. The proceedings of Councils/Assemblies, debates, reports of standing committees and select committees are being in this article to assesses their significance for the promotion of Urdu.

نفاذِ اردو کے لیے اراکینِ اسمبلی نے مسوداتِ قانون پیش کیے، قانون سازی کے دوران میں ترمیم کے نوٹس دیے، بجٹ اردو میں پیش نہ کرنے پر احتجاج کیا، سوالات اٹھائے، قراردادیں پیش کیں، پوائنٹ آف آرڈر پر قومی زبان کی اہمیت و ضرورت کی وضاحت کی، اردو سے بے اعتنائی پر احتجاجاً واک آؤٹ کیا، اردو میں ایجنڈا مہیا کرنے کا مطالبہ کیا، کورم نہ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ ۸۰ فیصد اراکانِ انگریزی نہیں سمجھتے، تحریک التوائے کارپیش کی گئیں، اسمبلی میں اردو ذریعہ اظہار پر سپیکر کی رولنگ اور اردو کے نفاذ کے سلسلہ میں معزز اراکینِ اسمبلی کی طرف سے استحقاق کی تحریکیں بھی زیرِ بحث آئیں۔ قومی زبان اردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلہ میں پنجاب اسمبلی کا یہ کردار اردو زبان کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے جس پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے۔

ہمیشہ سیشن میں رہنے والا وقت کا ایوان اپنی رفتار سے چلتے ہوئے منزلیں طے کرتا رہتا ہے۔ فطرت کا یہ عمل بڑا پراسرار ہوتا ہے۔ اپنے حال میں مست رہنے والے انسان کو علم ہی نہیں ہوتا کہ وقت کیا فیصلے مرتب کر رہا ہے اور ایک عرصے بعد جب وقت ارتقا کی منزلیں طے کرتا ہوا ایک خاص مقام پر پہنچتا ہے تو انسان ششدر رہ جاتا ہے۔ ۱۸۹۷ء میں جب پنجاب کے قانون ساز ادارے کا پہلا اجلاس (۱) منعقد ہوا تو کسے علم تھا کہ یہ ادارہ آگے چل کر اردو زبان کے فروغ اور نفاذ کے لیے اتنی گراں قدر خدمات انجام دے گا جو نشانِ راہ نہیں نشانِ منزل کہلائیں گی۔ یہی ہیں قدرت کی مصلحتیں جنہیں سمجھنے میں بہت دیر لگتی ہے۔

پنجاب کے لیے مقامی نمائندوں پر مشتمل قانون ساز ادارے کے تصور کی بنیاد دراصل ۱۸۵۸ء کے ملکہ برطانیہ کے اس حکم میں ہی رکھ دی گئی تھی جس کے تحت برصغیر پاک و ہند کا انتظام ایسٹ انڈیا کمپنی سے لے کر تاج برطانیہ کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ یہ ایکٹ (قانون ہند) برصغیر میں آئینی ارتقا کا نقطہ آغاز کہا جاسکتا ہے۔ ملکہ برطانیہ کے اس حکم کی انگریزی، اردو، گورکھی اور ہندی زبان میں نقول فراہم کرنے کے سلسلہ میں جوڈیشل کمشنر مسٹری تھورٹن نے نوٹس جاری کیا تھا تا کہ برصغیر میں بسنے والے ہر طبقہ کے لوگ اس کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

”گورنمنٹ آف انڈیا کی منتقلی سے متعلق ملکہ برطانیہ اور گورنر جنرل کے اعلانات کی انگریزی، اردو، گورکھی اور ہندی زبان میں نقول لاہور میں واقع چیف کمشنر کے دفتر سے درخواست دے کر حاصل کی جاسکتی ہے۔“ (۲)

اختیارات کی منتقلی کے حوالے سے جاری ہونے والے ایک اعلان میں کہا گیا تھا۔

”ملکہ برطانیہ کے ہندوستان میں برطانوی علاقوں کی حکومت اپنے ہاتھ میں لینے پر وائسرائے اور گورنر جنرل بذریعہ تحریر ہذا اعلان کرتے ہیں کہ حکومت ہند کے تمام امور صرف ملکہ کے نام سے ہی انجام پائیں گے۔۔۔ ہرنسل اور ہر طبقہ کے ایسے تمام اشخاص جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے تحت برطانیہ کی قوت و سطوت برقرار رکھنے میں شامل رہے ہیں صرف ملکہ کے ملازم شمار ہوں گے۔“ (۳)

۱۸۵۸ء کے قانون ہند (۴) کے بعد حکومت ہند کی مرکزیت مکمل کر دی گئی۔ اہل ہند پر حکومت کرنے کے لیے ان کی رائے عامہ سے حکومت کو واقف ہونا چاہیے۔ اس کا تعلق رعایا کے ساتھ واضح گہرا اور پائیدار ہوجن لوگوں کے لیے حکومت قانون بنانا چاہتی تھی ان کے منشا اور خواہشوں کی اسے اطلاع ہونی چاہیے اور حکومت ہند یہ مقصد صرف اس وقت حاصل کر سکتی تھی جب قوانین بنانے کے لیے غیر سرکاری عنصر کو اپنے ساتھ شریک کرے جو جمہور کی نمائندگی کر سکے۔ یہ بات اس وقت مناسب نہیں سمجھی گئی کہ قانون بنانے کا سارا کام حسب سابق گورنر جنرل اور اس کی کونسل کے سپرد کیا جائے تاکہ ۱۸۵۸ء کے قانون ہند کے نفاذ کے بعد جو مشکلات پیدا ہوئی ہیں انہیں دور کیا جائے اور قوانین بنانے میں رائے عامہ کی خواہش کو معلوم کرنے کی تدبیر نکالی جائے۔ اس کو انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء (قانون مجالس ہند) کہتے ہیں۔

انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء کے ساتھ ہی کونسل کے کاروبار کو احسن طریق سے چلانے کے لیے قواعد وضع کر دیئے گئے۔ یہ قواعد انضباط کار انڈین کونسلز ایکٹ کی دفعہ ۸ کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لانے کے لیے گورنر جنرل نے وضع کیے۔ ان قواعد انضباط کار برائے کونسل میں زبان کے حوالے سے درج ذیل قاعدے دیئے گئے ہیں۔

قاعدہ نمبر ۹ کوئی رکن کسی ایسے رکن کی درخواست پر یا اس کی جانب سے بات کر سکتا ہے جو اپنا مؤقف انگریزی زبان میں بیان کرنے سے قاصر ہو۔ (۵)

قاعدہ نمبر ۱۵ سیکرٹری فی الفور مسودہ قانون مع بیان اغراض وجوہ شائع کرانے کا اہتمام کرے گا اور ہر رکن کے استفادہ کے لیے اس کی نقل بھیجے گا وہ مسودہ قانون مع بیان اغراض وجوہ کو ان اراکین کے لیے جو انگریزی زبان سے نا آشنا ہیں ہندوستانی زبان میں ترجمہ کرانے کا اہتمام بھی کرے گا۔ (۶)

قاعدہ نمبر ۱۷ اگر کونسل یہ فیصلہ کرے تو مسودہ قانون رپورٹ کی غرض سے ایک مجلس منتخبہ کے سپرد کیا جائے گا اور بیان اغراض وجوہ سمیت انگریزی اور ورنیکلز زبانوں میں ہندوستان کے ایسے حصوں کے سرکاری جریدوں میں شائع کرایا جائے گا جو مسودہ قانون سے متاثر ہوں۔ (۷)

قاعدہ نمبر ۲۳ سیکرٹری مجلس منتخبہ کی رپورٹیں شائع کرانے کا اہتمام کرے گا اور ہر رکن کے استفادے کے لیے ان رپورٹوں کی نقول مہیا کرے گا۔ وہ ان رپورٹوں کو ان اراکین کی سہولت کے لیے ہندوستانی زبان میں ترجمہ کرانے کا اہتمام بھی کرے گا جو انگریزی زبان سے نا آشنا ہیں۔ (۸)

قاعدہ نمبر ۲۵ وہ (سیکرٹری) ایسی تمام ترامیم کو ان اراکین کی سہولت کے لیے ہندوستانی زبان میں ترجمہ کرانے کا اہتمام بھی کرے گا جو انگریزی زبان سے ناواقف ہیں۔ (۹)

اس کے بعد اردو کی ترویج کے لیے جو کچھ عمل میں آیا وہ حسب ذیل ہے:

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کی کونسل، انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء اور ایکٹ ۱۹۰۹ء کے تحت تشکیل پاتی رہیں۔ ۱۸۹۷ء سے ۱۹۲۰ء کے دوران میں یہ چار مختلف ادوار میں قوانین اور قواعد وضع کرتی رہیں۔ پہلا دور ۱۸۹۷ء تا ۱۹۰۹ء، دوسرا دور ۱۹۱۰ء تا ۱۹۱۲ء، تیسرا دور ۱۹۱۳ء تا ۱۹۱۶ء اور چوتھا دور ۱۹۱۶ء تا ۱۹۲۰ء پر محیط ہے۔ لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کی کونسل کے یکم نومبر ۱۸۹۷ء سے ۶ اپریل ۱۹۲۰ء تک ۸۹ اجلاس منعقد ہوئے۔ ان اجلاسوں کے دوران میں مندرجہ ذیل مسودات قانون انگریزی اور اردو زبان میں پنجاب گورنمنٹ گزٹ میں اشاعت کے لیے بھیجے گئے:

1. The Punjab General Clauses Bill, 1897. (۱۰)
2. Punjab Riverain Boundaries Bill. (۱۱)
3. Punjab Land Preservation (Chos). (۱۲)
4. Punjab Limitation (Ancestral Land Alienation). (۱۳)
5. Sind Sagar Doab Colonisation. (۱۴)
6. Bill to amend Section 8 of the Punjab Laws Act. (۱۵)
7. Punjab Registration of Transport Animals Bill. (۱۶)
8. Punjab Steam Boilers and Prime Movers Bill. (۱۷)
9. Punjab Law of Pre-emption Bill. (۱۸)
10. Punjab Court of Wards Bill. (۱۹)
11. The Delhi Darbar Bill. (۲۰)

12. Punjab Loans Limitation Bill. (۲۱)
13. Law of Arbitration in the Punjab. (۲۲)
14. The Punjab Municipal Bill. (۲۳)
15. The Punjab Courts Bill. (۲۴)
16. Colonization of Government Lands (Punjab) Bill. (۲۵)
17. The Punjab Panchayat Bill. (۲۶)
18. Village Criminal Justice (Punjab) Bill. (۲۷)
19. Punjab Tenancy Act, 1887 (Amendment) Bill. (۲۸)
20. Punjab District Board (Amendment) Bill. (۲۹)

.....

پنجاب لیجسلیٹو کونسل، گورنمنٹ انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کے تحت تشکیل پائی۔ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۶ء کے دوران یہ اپنے فرائض انجام دیتی رہی۔ اس کا پہلا دور ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۳ء، دوسرا دور ۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۶ء، تیسرا دور ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۰ء اور چوتھا دور ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۶ء پر محیط ہے۔ مجموعی طور پر پانچ سو آٹھ یوم اس کونسل کے اجلاس منعقد ہوتے رہے صاحب صدر نے کونسل کے پہلے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جو اراکین انگریزی بول چال میں روانی نہیں رکھتے وہ اپنی زبان میں کونسل سے خطاب کر سکتے ہیں۔ (۳۰)

پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ۱۶ سالہ دور میں اردو کی ترویج و ترقی کے لیے مختلف اوقات میں کونسل کے اراکین نے آواز بلند کی۔ جب اردو کی بات کی جاتی تو رد عمل میں ہندی، پنجابی اور دیگر علاقائی زبانوں کی ضرورت آواز سننے میں آتی لیکن خوش قسمتی سے صرف اردو ہی کے حوالے سے دو قراردادیں پاس ہوئیں جو مولوی محرم علی چشتی نے پیش کی تھیں۔ ایک قرارداد ”کونسل کی کارروائی“ اردو میں کرنے سے متعلق تھی اور دوسری قرارداد ”روداد کونسل“ کی اردو میں اشاعت کے سلسلہ میں تھی۔

”کونسل کی کارروائی انگریزی میں تحریر کی جائے گی تاہم کوئی رکن کونسل اردو یا صوبے کی دیگر کسی علاقائی زبان میں خطاب کر سکتا ہے۔“ (۳۱)

روداد کونسل کی اردو میں اشاعت کے سلسلہ میں ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو جو تحریک صاحب صدر زیر غور لائے اس پر ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو رائے شماری ہوئی۔ ۱۵ ووٹ اس قرارداد کے حق میں آئے اور ۴ ووٹ خلاف۔ (۳۲)

گورنمنٹ انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا درجہ بڑھا کر پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کر دیا گیا اور ساتھ ہی صدر کے عہدے کو Re-designate کر کے سپیکر کا نام دیا گیا۔ پہلی پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی ۱۹۳۶ء میں منتخب ہوئی

جب کہ دوسری ۱۹۳۶ء میں منتخب ہوئی۔ گورنمنٹ انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی دفعہ ۸۵ اسمبلی کی زبان سے متعلق ہے جس کی رو سے اسمبلی کی تمام کارروائی انگریزی میں ہونا قرار پائی صرف ایک استثنیٰ رکھی گئی کہ ایسے ارکان جو انگریزی زبان سے واقف نہ ہوں وہ صوبہ کی مختلف زبانوں میں سے کسی زبان میں تقریر کر سکتے ہیں اس ضمن میں ایوان کی رضا مندی سے قواعد مرتب کرنے کے لیے کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا اور یہ تجویز سامنے آئی کہ اسمبلی کی ساری کارروائی انگریزی یا ورنیکلر زبان میں سرانجام دی جائے گی۔ ورنیکلر سے مراد ”اردو، ہندوستانی اور پنجابی“ (۳۳) تاہم قطعی طور پر (قاعدہ ۵۰) حسب ذیل منظور ہوا۔

”اسمبلی کی ساری کارروائی انگریزی میں سرانجام دی جائے لیکن جو ممبر اعلان کرے کہ وہ انگریزی زبان سے ناواقف ہے یا کافی واقفیت نہیں رکھتا وہ اس امر کا مجاز ہوگا کہ وہ اسمبلی کے سامنے اردو، پنجابی یا صاحبِ سپیکر کی اجازت سے صوبہ کی کسی دیگر مسلمہ زبان میں تقریر کرے۔“ (۳۴)

قیام پاکستان کے بعد صوبہ مغربی پنجاب کا پہلا بجٹ انگریزی زبان میں میاں ممتاز خاں دولتانہ وزیر خزانہ نے ۶ جنوری ۱۹۳۸ء کو ایوان میں پیش کیا اس پر عام بحث اکثر و بیشتر اردو زبان میں ہوئی بجٹ پر بحث کے دوران ہی بیگم سلٹی تصدق حسین نے اردو کو جلد از جلد ذریعہ تعلیم اختیار کرنے پر زور دیا۔ (۳۵) دیہی مساجد میں مکاتب کے قیام کی قرارداد اس اسمبلی میں پیش ہوئی۔ ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۵ء کے دوران پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی میں اردو زبان کی ترویج و اشاعت کے لیے قراردادیں منظور کی گئیں اور اردو کے نفاذ کی بابت سوالات اٹھائے گئے۔ (۳۶)

قیام مغربی پاکستان ایکٹ کے تحت مغربی پاکستان لیجسلیٹو اسمبلی تشکیل پائی۔ اس اسمبلی میں اردو کے حوالے سے اٹھائے گئے بہت سے سوالات میں سے ایک یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ تلاوت کی گئی قرآن پاک کی آیات اور اس کا ترجمہ کارروائی کا حصہ بنے تو جناب سپیکر نے کہا جب قواعد میں ترمیم ہوگی تو اس وقت ایسا کر دیا جائے گا۔ (۳۷) آج تلاوت کی گئی آیات مبارکہ اور اس کا اردو ترجمہ اسمبلی کی کارروائی کا حصہ ہے۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد پنجاب اسمبلی میں اور ون یونٹ کے دور میں مغربی پاکستان اسمبلی میں اردو کے نفاذ کے سلسلہ میں مختلف اوقات میں اردو سے پیار اور عقیدت رکھنے والے معزز اراکین اسمبلی نے نو مسودات قانون برائے نفاذ اردو ایوان میں پیش کیے۔ یہ پرائیویٹ بل کی صورت میں پیش کیے جاتے رہے۔ اسمبلی کے مباحث گواہ ہیں کہ ان مسودات کے محرکین نے اردو کی حمایت میں بڑی پر مغز اور مدلل تقاریر کیں اور اردو کے نفاذ کے لیے ایک بھرپور موقف اختیار کیا۔ اردو کے لیے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ اردو زبان و ادب کی تاریخ میں ان کا ذکر ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

مسودات قانون برائے قومی زبان اردو:

- (الف) مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان صدرہ ۱۹۶۳ء
- (ب) مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان صدرہ ۱۹۶۵ء
- (ج) مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان صدرہ ۱۹۶۸ء
- (د) مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان صدرہ ۱۹۶۸ء
- (ه) مسودہ قانون قومی زبان پنجاب صدرہ ۱۹۷۲ء
- (و) مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب صدرہ ۱۹۹۱ء
- (ز) مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب صدرہ ۱۹۹۱ء
- (ح) مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب صدرہ ۱۹۹۳ء
- (ط) مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب ۱۹۹۷ء

سرکاری دفاتر، عدالتوں، تعلیمی اداروں اور زندگی کے دیگر شعبوں میں قومی زبان رائج کرنے کے پیش نظر پہلا مسودہ قانون برائے نفاذ اردو بعنوان ”مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان صدرہ ۱۹۶۳ء“ علامہ رحمت اللہ ارشد رکن صوبائی اسمبلی نے ۲۱ مارچ ۱۹۶۳ء کو ایوان میں پیش کیا، جسے مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کے سپرد کر دیا گیا۔ مجلس نے اپنے اجلاسوں میں مسودہ مذکور پر غور و خوض کیا اس مجلس کے چیئر مین خواجہ محمد صفدر تھے۔ ۲۷ فروری ۱۹۶۳ء مجلس قائمہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی اور اسی روز اس پر بحث کا آغاز ہوا۔ اسی رپورٹ پر ۱۸ مارچ ۱۹۶۳ء کو دوبارہ بحث شروع ہوئی۔ ابھی بحث جاری تھی کہ قصداً کورم توڑ دیا گیا۔ حکومتی ارکان کے اس رویہ کے خلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے تحریک استحقاق پیش کر دی۔ اس پر بھی بحث مباحثہ ہوا۔ اس ضمن میں جناب اسپیکر نے ایک رولنگ بھی دی۔

۶ اپریل ۱۹۶۳ء کو یہ مسودہ قانون مجلس منتخبہ (سلیکٹ کمیٹی) کے سپرد کر دیا گیا تاکہ اس پر مزید غور کیا جاسکے۔ اس مجلس کے کئی ایک اجلاس ہوئے۔ اس مجلس کی رپورٹ یکم جولائی ۱۹۶۳ء کو ایوان میں پیش کر دی گئی لیکن بحث و مباحثہ کے بعد ایوان اسمبلی کے فیصلہ کے مطابق اس مسودہ قانون قومی زبان کو دوبارہ غور و خوض کے لیے اسی مجلس منتخبہ کو اس ہدایت کے ساتھ سپرد کیا گیا کہ وہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۳ء تک اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دے۔ مجلس نے مقررہ تاریخ سے کئی روز پہلے اس پر ایک رپورٹ جاری کر دی جو ایوان میں پیش نہ کی جاسکی اور اسمبلی برخاست کر دی گئی۔

.....

اردو کے متوالے ہمت ہارنے والے تو نہیں ہیں اپنے اپنے محاذ پر اردو کے مجاہدین ہر ممکن صورت میں سرگرم عمل رہے کہ اردو کو بطور قومی زبان اپنالیا جائے اس سلسلہ میں دوسرا ”مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان صدرہ ۱۹۶۵ء“ خواجہ محمد صفدر نے یکم جولائی ۱۹۶۵ء کو ایوان میں پیش کیا جسے حسب معمول مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کے سپرد کر دیا گیا۔ اس مجلس کی رپورٹ پر ۵ دسمبر ۱۹۶۶ء اور پھر ۵ جون ۱۹۶۷ء کو طویل بحث ہوئی۔ اس کی افادیت اور اہمیت پر بحث کے بعد رائے شماری

(وونگ) ہوئی تو اس مسودہ قانون کو مسترد کر دیا گیا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد کی جانب سے پیش کیا جانے والا مسودہ قانون تاخیری حربوں کی نذر ہو گیا اور خواجہ محمد صفدر کی طرف سے پیش کیا جانے والا مسودہ قانون حکومتی اکثریت کے سامنے بے بس ہو گیا لیکن اردو کے خادم تو پر عزم ہیں حوصلے والے ہیں مسلسل کوشش میں رہے۔ تیسری بار ملک محمد اختر نے ۲۔ جولائی ۱۹۶۸ء کو ”مسودہ قانون زبان مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۸ء“ ایوان میں پیش کیا جسے پہلے ہی مرحلے پر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ ملک صاحب نے ہمت نہ ہاری انہوں نے ۱۶۔ جنوری ۱۹۶۹ء کو دوبارہ (چوتھی بار) مسودہ قانون برائے نفاذ اردو ایوان میں پیش کر دیا لیکن یہ کوشش بھی بار آور نہ ہوئی۔ اسمبلی برخاست کر دی گئی اور ون یونٹ بھی توڑ دیا گیا۔

اردو کے نفاذ کے لیے پانچویں دفعہ سید تابش الوری نے ”مسودہ قانون قومی زبان پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء“ ۷۔ جولائی ۱۹۷۲ء کو ایوان میں پیش کیا۔ اس پر مجلس قائمہ کی رپورٹ ۲۵۔ جنوری ۱۹۷۳ء کو پیش کی گئی۔ حکومت کو یقین دہانی کی بنا پر اس مسودہ قانون پر مزید کارروائی نہ ہوئی۔

۱۹۷۲ء کے بعد ۱۹۹۱ء میں (چھٹی بار) جناب ارشد حسین سیٹھی، جناب فرید احمد پراچہ اور میاں محمود الرشید نے ”مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب مصدرہ ۱۹۹۱ء“ پیش کیا۔ اسی سال (۱۹۹۱ء) میں (ساتویں بار) میاں محمود الرشید نے دوبارہ نفاذ اردو بل پیش کیا۔ اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے ایک بار پھر (آٹھویں بار) سید تابش الوری نے نفاذ اردو بل ۱۹۹۳ء پیش کیا اور ۱۹۹۷ء میں (نویں بار) مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ”مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب بابت ۱۹۹۷ء“ پنجاب اسمبلی میں جمع کروا دیا۔

اگرچہ ان تمام مسودات قانون برائے نفاذ اردو میں سے کوئی بھی باقاعدہ قانون کی صورت اختیار نہ کر سکا لیکن اس کے باوجود اس ضمن میں کی جانے والی کوششوں کو اردو زبان کی ترویج و ترقی میں نمایاں مقام حاصل رہے گا اور یہ کوششیں انشاء اللہ ضرور کامیاب ہوں گی۔ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان تمام مسودات قانون برائے نفاذ اردو کا الگ الگ جائزہ لے لیا جائے۔

☆ مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۳ء (مسودہ قانون نمبر ۱۲ بابت ۱۹۶۳ء)

منجانب علامہ رحمت اللہ ارشد، رکن اسمبلی

☆ مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۳ء (مسودہ قانون نمبر ۱۳ بابت ۱۹۶۳ء)

منجانب: مولانا غلام غوث، رکن اسمبلی

☆ مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۳ء (مسودہ قانون ۱۳ بابت ۱۹۶۳ء)

منجانب: چودھری گل نواز خاں، رکن اسمبلی

مندرجہ بالا تین مسودات قانون برائے قومی زبان صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان سیکرٹریٹ میں جمع کروائے گئے۔ ان میں سے قرعہ علامہ رحمت اللہ ارشد کے نام کا نکلا لہذا علامہ صاحب نے ایوان میں یہ مسودہ قانون پیش کیا۔ علامہ رحمت اللہ ارشد کے پیش کیے گئے مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۳ء کے ”بیان اغراض و وجوہ“ میں کہا گیا:

”مسلمان برطانوی عہد سے اردو زبان کو برقرار رکھنے کے لیے جدوجہد کرتے چلے آئے ہیں اور ماضی میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین گائے کی تقدیس اور زبان کے مسئلے پر فرقہ وارانہ فسادات اور خون خرابہ ہوتا رہا ہے۔ اردو ملک کی قومی زبان تسلیم کی گئی ہے اور ملک میں ہر شخص کو اس زبان سے انس ہے۔ تعلیمی اداروں میں طلباء اور اساتذہ اس زبان کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ عدالتوں میں مدعی و مدعا علیہ، مقدمہ باز اور ملزم، وکیل اور موکل گواہ اور جج سب پاکستانی ہیں۔ ملک کے موجودہ حالات میں ایک غیر ملکی زبان کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی خلاف مصلحت ہے نیز یہ امر کہ تمام سرکاری کارروائی انگریزی میں کی جا رہی ہے۔ عوام کے لیے بہت دقت اور تکلیف کا باعث ہے ہمارے تعلیمی اداروں میں انگریزی کا ذریعہ تعلیم ہونا وطن دشمن احساسات کا مظہر اور تفتیشی اوقات کے مترادف ہے اور سرکاری کارروائی و امور کی انجام دہی میں غیر ضروری طوالت کا باعث ہے۔ یہ پاکستان کے خصوصی مفادات کے عین منافی ہے۔ اس مسودہ قانون کا منشا مذکورہ مشکلات کو دور کرنا ہے۔ (۳۸)

علامہ رحمت اللہ ارشد نے اس مسودہ قانون The west Pakistan National Language Bill 1963 کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت چاہی تو وزیر ریلوے (مسٹر عبدالوحید خاں) نے اس حوالے سے کہا کہ صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ اگر علامہ صاحب اس میں نیشنل کی بجائے Official کر دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا کیونکہ اس Constitution سے کوئی Conflict نہیں آئے گا اگر ایسا کر دیں تو میں اس کو Oppose نہیں کروں گا کیونکہ Constitution کے آرٹیکل نمبر ۲۱۵ میں نیشنل Language جو ہے اسے Official Language لکھا ہے۔ محرک نے اس ترمیم سے اتفاق کیا۔ ایوان میں پیش کیے جانے کے بعد اس مسودہ قانون کو مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کے سپرد کر دیا گیا۔ (۳۹) مجلس قائمہ نے اپنے اجلاس جو ۲۴ ستمبر ۱۹۶۳ء، ۲۳ جنوری ۱۹۶۴ء اور ۱۰-۱۱ فروری ۱۹۶۴ء کو عمارت اسمبلی میں منعقد کیے گئے تھے مسودہ قانون مذکورہ پر غور و خوض کیا اس مجلس قائمہ کی رپورٹ علامہ رحمت اللہ ارشد نے ایوان میں پیش کی کہ مجلس قائمہ نے اس کی سفارش کی ہے فی الفور زیر بحث لایا جائے۔ (۴۰)

جناب سینئر ڈپٹی سپیکر نے اس تحریک کو ایوان کے سامنے رکھا تو وزیر تعلیم میاں محمد حسین وٹو نے اس کی مخالفت کی۔ (۴۱) حکومت کی طرف سے مخالفت کے بعد اس مسودہ قانون پر بحث کا آغاز علامہ رحمت اللہ ارشد نے کیا اس بحث میں محرک کے علاوہ سردار عنایت اللہ حسن خاں عباسی، صاحبزادی محمودہ بیگم، امیر حبیب اللہ خاں سعدی، میاں محمد اکبر، مولانا غلام غوث، مسٹر منور خاں، بیگم جہاں آرا شاہنواز، خواجہ محمد صفدر، مسٹر مبین الحق صدیقی، خاں ملنگ خاں، مسٹر ایس ایم سہیل، مسٹر عبدالرزاق خاں، چودھری سہی محمد، حاجی میر محمد بخش، خاں اجون خاں جدون، مسٹر افتخار احمد خاں پارلیمانی سیکرٹری، میاں محمد شریف، راجہ خورشید علی خاں، مسٹر حمزہ، سید احمد سعید کرمانی، حاجی گل حسن منگھی اور وزیر تعلیم نے اس میں حصہ لیا۔ علامہ رحمت اللہ ارشد نے اپنے پیش کردہ بل کے حق میں دلائل دیتے ہوئے کہا کہ ایک آزاد خود مختار با غیرت اور باہمت قوم کا سب سے پہلا فرض اور سب سے اہم فرض یہ ہے کہ اس

کی اپنی قومی زبان ہو اور وہ قومی زبان تمام عوامل کی حامل ہو۔ علامہ صاحب نے مزید کہا کہ اس بل کو ملک کے عائدین کے پاس رائے معلوم کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ پشاور یونیورسٹی، حیدرآباد یونیورسٹی، کراچی یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی اس کے علاوہ تمام ڈویژن کے کمشنروں، پروفیسروں اور دانشوروں کی آرا بھی میرے پاس ہیں جنہوں نے اس کے ساتھ اصولاً اتفاق کیا (اس مسودہ قانون کو رائے عامہ کے لیے مشتہر کیا گیا۔ ڈویژنل کمشنروں اور مختلف یونیورسٹیوں کی اردو بل کے حق میں رپورٹ موصول ہوئیں ان تمام کو ڈاکٹر سید عبداللہ نے اپنی تصنیف ”پاکستان میں اردو کا مسئلہ“ مکتبہ خیابان ادب لاہور ۱۹۷۶ء میں شامل کیا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کی اس تصنیف کو ادارہ فروغ قومی زبان نے ”تحریک نفاذ اردو“ کے نام سے شائع کیا۔) اردو کے عدالتی زبان ہونے کے حوالے سے کہا کہ ملک کے سب سے بڑے جیورسٹ اور ملک کی سب سے بڑی عدالت کے عہدے دار جسٹس اے آر کارنیلیس نے اردو ڈائجسٹ لاہور کے نامہ نگار کو انٹرویو دیا تھا اس میں (جسٹس اے آر کارنیلیس سے انٹرویو الطاف حسین قریشی نے کیا جو اردو ڈائجسٹ لاہور کی جنوری ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔) وہ فرماتے ہیں کہ آپ کے نظام تعلیم میں بنیادی نقص یہ ہے کہ اب بھی اردو زبان کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ اور کہا کہ اعلیٰ عدالتوں میں اردو زبان کو رائج کیا جاسکتا ہے صاحبزادی محمودہ بیگم نے اردو بل کے حق میں دلائل جاری رکھتے ہوئے کہا کہ یہ آپ نے حال میں دیکھا ہوگا کہ چین کے وزیر اعظم جب یہاں تشریف لائے۔ (۴۲) تو میری ذاتی رائے (چین کے وزیر اعظم جناب چو این لائی نے مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۶۴ء کو مغربی پاکستان اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کیا) ہے اور میں نے لوگوں سے بھی معلوم کیا ہے کہ وہ اچھی خاصی انگریزی جانتے ہیں لیکن انہوں نے پاکستان کے قیام کے تمام عرصہ میں ایک لفظ بھی انگریزی کا استعمال نہیں کیا اور میں سمجھتی ہوں کہ یہی زندہ قوموں کی دلیل ہے۔ مجلس قائمہ کی رپورٹ پر دوبارہ بحث کا آغاز ۱۸ مارچ ۱۹۶۴ء کو ہوا ابھی بحث جاری تھی کہ قصداً کورم توڑ دیا گیا۔ (۴۳) کورم نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس ۱۹ مارچ ۱۹۶۴ء صبح نو بجے تک ملتوی کر دیا گیا۔ (۴۴) علامہ رحمت ارشد نے مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان پر بحث کے دوران میں کورم توڑے جانے کے حوالے سے تحریک استحقاق پیش کی اور کہا کہ حکومت نے میرے غیر سرکاری بل قومی زبان کے پاس ہونے میں دانستہ رکاوٹ پیدا کی اور بعض وزرا غیر پارلیمانی پریکٹس کے ذریعے نہایت ہی ناپسندیدہ انداز سے ایوان کا کورم توڑ کر قومی زبان ایسے مسئلہ پر ایوان کو فیصلہ دینے میں رکاوٹ ثابت ہوئے۔ (۴۵) علامہ صاحب نے روزنامہ امروز لاہور مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۶۴ء کو بھی پیش کیا جس کے صفحہ ۴ پر خرامہ کے عنوان سے کارروائی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مسٹر غلام نبی مین وزیر قانون کے اس طریق کار پارلیمانی سیکریٹریوں کی اس سرگرمی سے ایوان کا وقار بری طرح مجروح ہوا ہے اور شدید قسم کی استحقاق شکنی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر نے ۲۶ مارچ ۱۹۶۴ء کو رولنگ دیتے ہوئے اس تحریک استحقاق کو آؤٹ آف آرڈر قرار دے دیا (تفصیل کے لیے دیکھیے معیار-۸، شعبہ اردو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۱۲ء، ص ۸۵-۱۱۸)

مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۳ء پر تیسری بار بحث کے آغاز ہی میں پارلیمانی سیکریٹری چودھری امتیاز علی گل نے یہ تحریک پیش کی کہ مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۳ء کو جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے

قانون و پارلیمانی امور نے سفارش کی ہے مجلسِ منتخبہ (سلیکٹ کمیٹی) کے سپرد کیا جائے مجلسِ منتخبہ کے اراکین کی تعداد ۱۳ تھی اور مجلس کو ہدایت کی گئی کہ وہ ۳۰ جون ۱۹۶۴ء تک اپنی رپورٹ پیش کر دے۔ (۴۶) کمیٹی نے مسودہ قانون پر اپنے اجلاس منعقدہ ۱۸ مئی ۱۹۶۴ء، ۹ جون ۱۹۶۴ء اور ۲۶ جون ۱۹۶۴ء میں غور و خوض کیا۔ سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ ایوان کی طرف سے مقرر کردہ وقت سے کئی روز پہلے جاری کر دی گئی یکم جولائی ۱۹۶۴ء کو یہ رپورٹ غور و خوض کے لیے ایوان کے سامنے رکھی گئی ابھی بحث کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ وزیر قانون نے یہ تحریک پیش کی اس مسودہ قانون کی دوبارہ اسی مجلس کے سپرد کرایا جائے تاکہ وہ مسودہ قانون کے نفاذ پر انگریزی سے اردو کی تبدیلی کے سلسلہ میں آنے والے اخراجات اور صوبہ کے مختلف محکموں اور اداروں کو اس پر موثر طور پر اور پوری طرح عمل درآمد کرنے کے لیے جو وقت درکار ہو گا ان سب کی تفصیلات معلوم کرے۔ (۴۷) وزیر تعلیم کی طرف سے پیش کی گئی ترمیم پر علامہ رحمت اللہ ارشد نے کہا کہ اردو زبان کا بل اس Ruling Party کے حلق میں اٹکا ہوا ہے نہ یہ اسے اُگل سکتی ہے اور نہ ہی نوکر شاہی نے اسے ہضم کرنے دیا۔ بہر حال یہ مسودہ قانون دوبارہ مجلسِ منتخبہ کو اس ہدایت کے ساتھ سپرد کیا گیا کہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء تک اس کی رپورٹ پیش کر دی جائے۔ (۴۸) لیکن اس بار یہ رپورٹ ایوان میں پیش نہ کی جاسکی کیونکہ اسمبلی برخاست کر دی گئی تھی (اس اسمبلی کا آخری اجلاس ۳ جولائی ۱۹۶۴ء کو منعقد ہوا۔)

نئی اسمبلی وجود میں آئی تو ایک بار پھر اردو کے چاہنے والے میدانِ عمل میں سرگرم ہو گئے اور خواجہ محمد صفدر نے (دوسری بار) مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۵ء میں پیش کیا۔ (۴۹) جس پر مجلسِ قائمہ نے اپنے اجلاس ۷ اگست، ۱۱ نومبر ۱۹۶۵ء میں مسودہ قانون پر غور و خوض کیا۔ مجلسِ قائمہ کی رپورٹ خواجہ محمد صفدر نے ایوان میں ابھی پیش کی ہی تھی کہ پارلیمانی سیکرٹری سردار محمد اشرف نے یہ ترمیم پیش کر دی کہ مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان ۱۹۶۵ء جس کی مجلسِ قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور نے سفارش کی ہے کو مجلسِ منتخبہ کے سپرد کر دیا جائے۔ (۵۰) ۵ دسمبر ۱۹۶۶ء کے بعد ۵ جون ۱۹۶۷ء کو مجلسِ قائمہ کی رپورٹ دوبارہ ایوان میں بحث کے لیے پیش کی گئی تو اس پر بحث کا آغاز ملک محمد اختر نے کیا۔ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی تقاریر کے بعد جناب سپیکر نے یہ سوال اسمبلی کے سامنے رکھا کہ مسودہ قانون مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۵ء جیسا کہ اس پر مجلسِ قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور نے سفارش کی پر فوری غور و خوض کیا جائے، جناب سپیکر نے کہا جو اس کے حق میں ہیں۔ ”ہاں“ کہیں تو اردو بل کی حمایت کرنے والوں نے ”ہاں“ کہا اور جب جناب سپیکر نے کہا کہ جو اس کے مخالف ہیں ”نہ“ کہیں تو اس طرح ”نہ“ کہنے والوں کی آوازیں آئیں اور جناب سپیکر نے فیصلہ دیا کہ فیصلہ ”نہ“ والوں کے حق میں ہے اس فیصلہ کو خواجہ محمد صفدر نے چیلنج کیا اور درخواست کی کہ بہت اہم مسودہ قانون ہے لہذا ڈویژن کردائی جائے۔ ڈویژن کرائی گئی تو ڈویژن کے نتائج اس طرح سے تھے۔ حق میں ۵ ووٹ مخالفت میں ۶۳ ووٹ۔ (۵۱)

تیسری دفعہ ملک محمد اختر نے مسودہ قانون مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۶۸ء پیش کرتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ اردو تمام سرکاری اور نیم سرکاری اور روزمرہ کے کاموں میں انگریزی کی جگہ لے۔ اس مسودہ قانون کو پیش کرنے کی اجازت کے سوال پر اس

کے حق میں ۴ ووٹ اور ۲۸ ووٹ مخالفت میں آئے۔ (۵۲) لہذا یہ مسودہ قانون مغربی پاکستان ۱۹۶۸ء بھی سرکاری اکثریت کی نذر ہو گیا۔ نفاذ اردو کے لیے اردو کے خادم مسلسل سرگرم عمل رہے اور ملک محمد اختر نے چھ ماہ بعد (چوتھی بار) مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان ۱۹۶۸ء اسمبلی میں پیش کر دیا۔ (۵۳) اور بھرپور دلائل دیے۔ جناب سپیکر نے جب یہ بل پیش کرنے کی اجازت کا سوال ایوان کے سامنے رکھا تو یہ تحریک مسترد کر دی گئی۔ (۵۴)

پانچویں دفعہ اردو کے نفاذ کے لیے سید تابش الوری نے مسودہ قانون قومی زبان پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ء ایوان میں پیش کیا۔ (۵۵) جسے مجلس قائمہ برائے اطلاعات کے سپرد کر دیا گیا۔ مجلس قائمہ برائے اطلاعات نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۸ اگست، ۲۵ ستمبر اور ۱۶/۱۷ اکتوبر ۱۹۷۲ء میں اس مسودہ قانون پر غور و خوض کیا۔ (۵۶) اور اس کی رپورٹ ملک محمد خالد نے ایوان میں پیش کی۔ (۵۷) اس کے بعد اسمبلی کے کارروائیوں میں اس بل کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملتی کہ اس بل کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

”عوامی حکومت کے دور میں سید تابش الوری نے بھی پنجاب اسمبلی میں بل کا نوٹس دیا لیکن پھر پیچھا نہیں کیا کیونکہ گورنر پنجاب نے دفتری زبان کا اعلان کر دیا تھا۔“ (۵۸)

چھٹی بار، مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب مصدرہ ۱۹۹۱ء جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب فرید احمد پراچہ اور میاں محمود الرشید نے پیش کیا۔ (۵۹) حکومت کی طرف سے یقین دہانی پر اس بل پر زور نہ دیا گیا اور یہ بل Disposed of کر دیا گیا۔ (۶۰)

(ساتویں بار) میاں محمود الرشید نے مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب مصدرہ ۱۹۹۱ء پیش کیا۔ جناب ڈپٹی سپیکر نے جب ایوان کے سامنے یہ سوال رکھا کہ نفاذ اردو پنجاب ۱۹۹۱ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ ”ہاں“ کہیں اور جو خلاف ہیں وہ ”نہ“ کہیں۔ تحریک نا منظور ہوئی۔ (۶۱) اس مرحلہ پر میاں محمود الرشید ایوان سے واک آؤٹ کر گئے۔

بعد ازاں ۱۹۹۳ء میں سید تابش الوری نے اور ۱۹۹۷ء میں مولانا منظور احمد چنیوٹی نے نفاذ اردو بل پنجاب اسمبلی سیکریٹریٹ میں جمع کرائے۔ (آٹھویں بار) سید تابش الوری کے پیش کیے گئے مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب بابت ۱۹۹۳ء کے بیان اغراض و جود میں کہا گیا:-

”پاکستان کے تینوں دستاویز میں اردو کو قومی زبان قرار دیا گیا ہے۔ قومی تشخص اور حب الوطنی کا تقاضا ہے کہ قومی زبان کو سرکاری زبان بنایا جائے۔ دستور ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۵۱ کے مطابق ۱۴ اگست ۱۹۸۸ء تک سرکاری دفاتر، عدالتوں، تعلیمی اداروں، امتحانات، مقابلہ اور سرکاری گزٹ میں انگریزی کی جگہ اردو رائج ہونی چاہیے تھی قائد اعظم کے فرامین مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۴۶ء، ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء، ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء کی رو سے اردو کو سرکاری زبان بننا چاہیے انگریزی کے ساتھ فرنگی تہذیب وابستہ ہے اردو اسلامی تہذیب و تمدن کی آئینہ دار ہے نفاذ اردو سے قومی یک جہتی کو

فروغ ہوگا۔ مقتدرہ قومی زبان نے نفاذِ اردو کے مکمل انتظامات کر لیے ہیں اردو ذریعہ تعلیم سے طلبہ کی تخلیقی صلاحیتیں بیدار ہوں گی۔ روس، چین، جاپان، کوریا، جرمنی و فرانس نے سائنس انگریزی میں نہیں بلکہ اپنی قومی زبانوں میں پڑھی لہذا ترقی کر گئے ملکی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ سائنس قومی زبان میں پڑھی جائے۔ لازمی انگریزی کی وجہ سے محض انگریزی میں فیل ہونے کی وجہ سے ساٹھ فیصد طلبا امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں اردو ہر جگہ سمجھی جاتی ہے اور بین الصوبائی رابطہ کی زبان ہے جب کہ آدھے فیصد سے بھی کم ملکی آبادی انگریزی سمجھتی ہے اردو دنیا کی تیسری بڑی بولی اور سمجھی جانے والی انتہائی ترقی یافتہ بین الاقوامی زبان ہے۔ پاکستان میں میٹرک تک اردو یا صوبائی زبان ذریعہ تعلیم طلبا کا تناسب تقریباً ۹۸ فیصد ہے۔ انگریزی ذریعہ تعلیم سے متعلق طلبا کا تناسب تقریباً دو فیصد ہے۔ امتحانات مقابلہ میں انگریزی ذریعہ اظہار و ذریعہ گفتگو کی وجہ سے دو فیصد کی حقیر اقلیت کی اعلیٰ حکومتی اسامیوں پر ۱۹۷۷ء سے مسلسل اجارہ داری ہے جو آئین ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل نمبر ۲ الف اور ۳ کی روح اور منشا کے منافی ہے۔ (۶۲)

(نویں بار) مولانا منظور احمد چینیوٹی نے بل برائے نفاذِ اُردو بابت ۱۹۹۷ء کے ابتدائیہ میں تحریر کیا۔ ”ہر گاہ کہ پاکستان کی خالق جماعت آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ لکھنؤ بتاریخ ۱۵ تا ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء میں ایک قرارداد کے ذریعے برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ تمام سرکاری دفاتر، عدالتوں، اسمبلیوں، ریلوے اور محکمہ ڈاک میں انگریزی کی جگہ اردو کو رائج کیا جائے۔ نیز اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ امرتسر، دہلی، ناگپور، لکھنؤ، کلکتہ، امرتسر، علی گڑھ و پٹنہ بتاریخ ۳۰-۳۱ دسمبر ۱۹۰۸ء تا ۲۹-۳۰ جنوری ۱۹۱۰ء، ۲۸ تا ۳۰ دسمبر ۱۹۱۰ء، ۳۱ دسمبر ۱۹۱۶ء تا ۳۰ دسمبر ۱۹۱۷ء، ۲۹ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۱۹ء، ۳۰-۳۱ دسمبر ۱۹۲۵ء، ۲۶ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۳۸ء بالترتیب میں اُردو کے حق میں قراردادیں منظور کی تھیں۔

ہر گاہ کہ قائد اعظم نے ۱۹۴۲ء میں کتاب ”مسلم انڈیا پاکستان“ کے دیباچہ میں تحریر فرمایا تھا۔

”پاکستان کی سرکاری زبان اُردو ہوگی۔“

ہر گاہ کہ قائد اعظم نے ۱۰-۱۱ اپریل ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس منعقدہ دہلی میں فرمایا تھا۔

”میں اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اُردو ہوگی۔“

ہر گاہ کہ قائد اعظم نے بتاریخ ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء ڈھاکہ کے ایک بڑے جلسہ عام میں اعلان فرمایا تھا۔

”پاکستان کی سرکاری زبان اُردو ہوگی اور صرف اُردو، اُردو کے سوا کوئی اور زبان نہیں۔“

ہر گاہ کہ ڈھاکہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد میں ۲۴-۲۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم نے بنگال دہل اعلان فرمایا تھا۔

”پاکستان کی سرکاری زبان صرف ایک ہی ہو سکتی ہے اور وہ اُردو ہے۔ اُردو کے سوا کوئی اور زبان نہیں۔“

مارچ ۱۹۴۸ء میں قائد اعظم پاکستان کے گورنر جنرل تھے۔

ہر گاہ کہ ۱۹۶۳ء میں خواجہ محمد صفدر نے مغربی پاکستان اسمبلی میں اُردو بل پیش کیا تھا۔ سارے مغربی پاکستان (اب پاکستان) کے کمشنروں اور دوسرے اہل الرائے حضرات سے استصواب کیا گیا کہ۔

”کیا اُردو دفاتر، تعلیمی اداروں و عدالتوں کی زبان بننے کی صلاحیت رکھتی ہے؟“

۹۹ فیصد جواب ”ہاں“ تھا۔ سندھ و سرحد سے بھی جواب ملا کہ اُردو کامیاب ہی نہیں بلکہ انگریزی کے مقابلہ میں زیادہ موثر

زبان ہے۔

ہر گاہ کہ دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۵۱ (۱) کی رو سے تاریخ آغاز سے پندرہ سال کے اندر اُردو کو سرکاری و دیگر مقاصد کے لیے استعمال کرنے کا اہتمام ضروری قرار دیا گیا تھا۔ یہ میعاد ۱۴۔ اگست ۱۹۸۸ء کو پوری ہو گئی تھی۔ اس تاریخ کے بعد اس معاملہ میں تعطل یا التواء کی کوئی گنجائش موجود نہیں۔“ (۶۳)

اُردو کو اس کا مقام دلانے کے سلسلے اردو کے خادین اردو کی ترقی کے لیے انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر مسلسل کوشش میں رہے ان کی کوششوں میں کبھی بھی کمی نہ آئی۔ اردو کی قدر و منزلت سے آگاہ دوسروں کو بھی آگاہ کرتے رہے کہ کسی قوم کی پہچان اس کی اپنی زبان میں ہوتی ہے دوسروں کی زبان میں نہیں۔ ۱۸۹۷ء میں اپنا ارتقائی سفر شروع کرنے والا قانون ساز ادارہ (پنجاب اسمبلی) علم و ادب کے کئی پہلو اپنے اندر محفوظ کیے ہوئے ہے۔ دستوری تحفظات کے باوجود خدشات اپنی جگہ موجود رہے اور نفاذ اردو کی راہ میں ہر گام پر ایک نئی رکاوٹ سر اٹھائے کھڑی تھی اس کے باوجود اردو نے اپنا سفر جاری و ساری رکھا۔ اور محبان اردو کی بدولت آج اردو زبان پاکستان کے قانون ساز اداروں میں شان و شوکت کے ساتھ جلوہ افروز ہے۔ سینٹ آف پاکستان، قومی اسمبلی پاکستان، چاروں صوبائی اسمبلیوں اور قانون ساز اسمبلی آزاد جموں کشمیر کے قواعد و انضباط کار میں واضح طور پر تحریر ہے کہ اراکین اسمبلی عام طور پر اردو میں خطاب کریں گے اگر وہ اپنا مافی الضمیر تسلی بخش طور پر ادا نہ کر سکے تو وہ چیئر مین/سپیکر کی اجازت سے انگریزی یا صوبے کی دیگر تسلیم شدہ زبان میں اسمبلی سے خطاب کر سکتا ہے۔ نومبر ۱۸۹۷ء سے آج تک اراکین کی طرف سے اٹھائے گئے اقدامات اور ان اراکین کی جانب سے اسمبلی سے مخصوص ٹرینالوجی کو اردو کے لیے بروئے کار لانا ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ نفاذ اردو کے لیے پنجاب اسمبلی میں اٹھائے گئے یہ اقدامات ایک مسلمہ تاریخی اہمیت رکھتے ہیں یہ اردو زبان کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے جس پہ بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ آج تلاوت کی گئی آیات مبارکہ اور اس کا ترجمہ مباحث پنجاب اسمبلی کا حصہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، یکم نومبر ۱۸۹۷ء، ص ۱

۲۔ پنجاب گزٹ، ۳۔ نومبر ۱۸۵۸ء، جلد دوم، ص ۳۱۲

۳۔ پنجاب گزٹ (ضمیمہ)، ۳۔ نومبر ۱۸۵۸ء، ص ۲

۴۔ V.P.Menon, The Transfer of Power in India, Songom Books, New Delhi, 1957, P-3

- ۵۔ انڈین کونسل ایکٹ ۱۸۶۱ء، ص ۳۴ (قواعد انضباط کار)
- ۶۔ انڈین کونسل ایکٹ ۱۸۶۱ء، ص ۳۵-۳۶، (قواعد انضباط کار)
- ۷۔ انڈین کونسل ایکٹ ۱۸۶۱ء، ص ۳۶-۳۷، (قواعد انضباط کار)
- ۸۔ انڈین کونسل ایکٹ ۱۸۶۱ء، ص ۳۶-۳۷، (قواعد انضباط کار)
- ۹۔ انڈین کونسل ایکٹ ۱۸۶۱ء، ص ۳۶-۳۷، (قواعد انضباط کار)
- ۱۰۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، یکم نومبر ۱۸۹۷ء، ص ۴
- ۱۱۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، یکم نومبر ۱۸۹۸ء، ص ۷
- ۱۲۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۶۔ اگست ۱۸۹۹ء، ص ۱۷
- ۱۳۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۶۔ اگست ۱۸۹۹ء، ص ۲۱
- ۱۴۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۲۔ نومبر ۱۸۹۹ء، ص ۳۰
- ۱۵۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۴۔ جولائی ۱۹۰۰ء، ص ۲۱
- ۱۶۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۷۔ جنوری ۱۹۰۲ء، ص ۶
- ۱۷۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۷۔ جنوری ۱۹۰۲ء، ص ۷
- ۱۸۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۷۔ جنوری ۱۹۰۲ء، ص ۱۰
- ۱۹۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء، ص ۷
- ۲۰۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء، ص ۸
- ۲۱۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۲۵۔ اپریل ۱۹۰۴ء، ص ۲
- ۲۲۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۲۔ مارچ ۱۹۱۰ء، ص ۳
- ۲۳۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۲۲۔ اگست ۱۹۱۰ء، ص ۶۱
- ۲۴۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۶۔ دسمبر ۱۹۱۰ء، ص ۷۲
- ۲۵۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۶۔ دسمبر ۱۹۱۰ء، ص ۷۷
- ۲۶۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۷۔ مارچ ۱۹۱۱ء، ص ۷۲
- ۲۷۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنر پنجاب، ۱۳۔ ستمبر ۱۹۱۱ء، ص ۱۶۷

- ۲۸۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنرز پنجاب، ۱۳۔ ستمبر ۱۹۱۱ء، ص ۱۶۸
- ۲۹۔ مباحث، کونسل آف لیفٹیننٹ گورنرز پنجاب، ۱۳۔ مارچ ۱۹۱۶ء، ص ۳۲
- ۳۰۔ مباحث، پنجاب لیجسلیٹو کونسل، ۲۳ فروری ۱۹۲۱ء، ص ۸-۹
- ۳۱۔ مباحث، پنجاب لیجسلیٹو کونسل، ۱۵ مارچ ۱۹۲۱ء، ص ۳۹۲
- ۳۲۔ مباحث، پنجاب لیجسلیٹو کونسل، ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۳ء، ص ۳۹۷
- ۳۳۔ مباحث، پنجاب، لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۸ جون ۱۹۳۸ء، ص ۳۸۱
- ۳۴۔ مباحث، پنجاب، لیجسلیٹو اسمبلی، ۲۸ جون ۱۹۳۸ء، ص ۳۸۱-۳۸۴
- ۳۵۔ مباحث، مغربی پنجاب، لیجسلیٹو اسمبلی، ۱۹ جنوری ۱۹۴۸ء، ص ۳۲۳-۳۲۶
- ۳۶۔ مباحث، پنجاب، لیجسلیٹو اسمبلی، ۸ مئی ۱۹۵۲ء، ص ۳۳۸-۳۴۶
- ۳۷۔ مباحث، مغربی پاکستان، لیجسلیٹو اسمبلی، ۸ مارچ ۱۹۵۷ء، ص ۱۱۷-۱۱۷
- ۳۸۔ فائل ایجنڈا ۱۹۶۳ء
- ۳۹۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۲۱ مارچ ۱۹۶۳ء، ص ۱۲۵۶
- ۴۰۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۲۷ فروری ۱۹۶۴ء، ص ۹۶
- ۴۱۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۲۷ فروری ۱۹۶۴ء، ص ۹۶
- ۴۲۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۲۷ فروری ۱۹۶۴ء، ص ۱۰۶، جین کے وزیراعظم جناب چو این لائی نے مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۶۴ء کو مغربی پاکستان اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کیا۔
- ۴۳۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۱۸ مارچ ۱۹۶۴ء، ص ۹۹
- ۴۴۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۱۸ مارچ ۱۹۶۴ء، ص ۱۰۰
- ۴۵۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۲۰ مارچ ۱۹۶۴ء، ص ۴۸-۴۷
- ۴۶۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۶ اپریل ۱۹۶۴ء، ص ۶۵
- ۴۷۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، یکم جولائی ۱۹۶۴ء، ص ۸۰
- ۴۸۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، یکم جولائی ۱۹۶۴ء، ص ۸۵
- ۴۹۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، یکم جولائی ۱۹۶۵ء، ص ۱۵۸۵
- ۵۰۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۵ دسمبر ۱۹۶۶ء، ص ۲۵۰۶-۲۵۰۵
- ۵۱۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۵ جون ۱۹۶۷ء، ص ۳۳۵۸-۳۳۰۰

- ۵۲۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۲ جولائی ۱۹۶۸ء، ص ۱۱۷۷۵
- ۵۳۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۱۶ جولائی ۱۹۶۹ء، ص ۲۳۵۳
- ۵۴۔ مباحث، صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، ۱۶ جنوری ۱۹۶۹ء، ص ۲۳۵۸
- ۵۵۔ مباحث، صوبائی اسمبلی پنجاب، ۷ جولائی ۱۹۷۲ء، ص ۱۲۲۲
- ۵۶۔ فائل ایجنڈا، ۱۹۷۲ء
- ۵۷۔ مباحث، صوبائی اسمبلی پنجاب، ۲۵ جنوری ۱۹۷۳ء، ص ۸۳۳
- ۵۸۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، پاکستان میں اردو کا مسئلہ، خیابان ادب لاہور: ۱۹۷۶ء، ص ۶۶
- ۵۹۔ مباحث، صوبائی اسمبلی پنجاب، ۱۱ جون ۱۹۹۱ء، ص ۶۹۱
- ۶۰۔ مباحث، صوبائی اسمبلی پنجاب، ۱۸ جون ۱۹۹۱ء، ص ۱۲۲۹
- ۶۱۔ مباحث، صوبائی اسمبلی پنجاب، ۲۴ ستمبر ۱۹۹۱ء، ص ۱۵۵
- ۶۲۔ فائل ایجنڈا، ۱۹۹۳ء
- ۶۳۔ فائل ایجنڈا، ۱۹۹۷ء